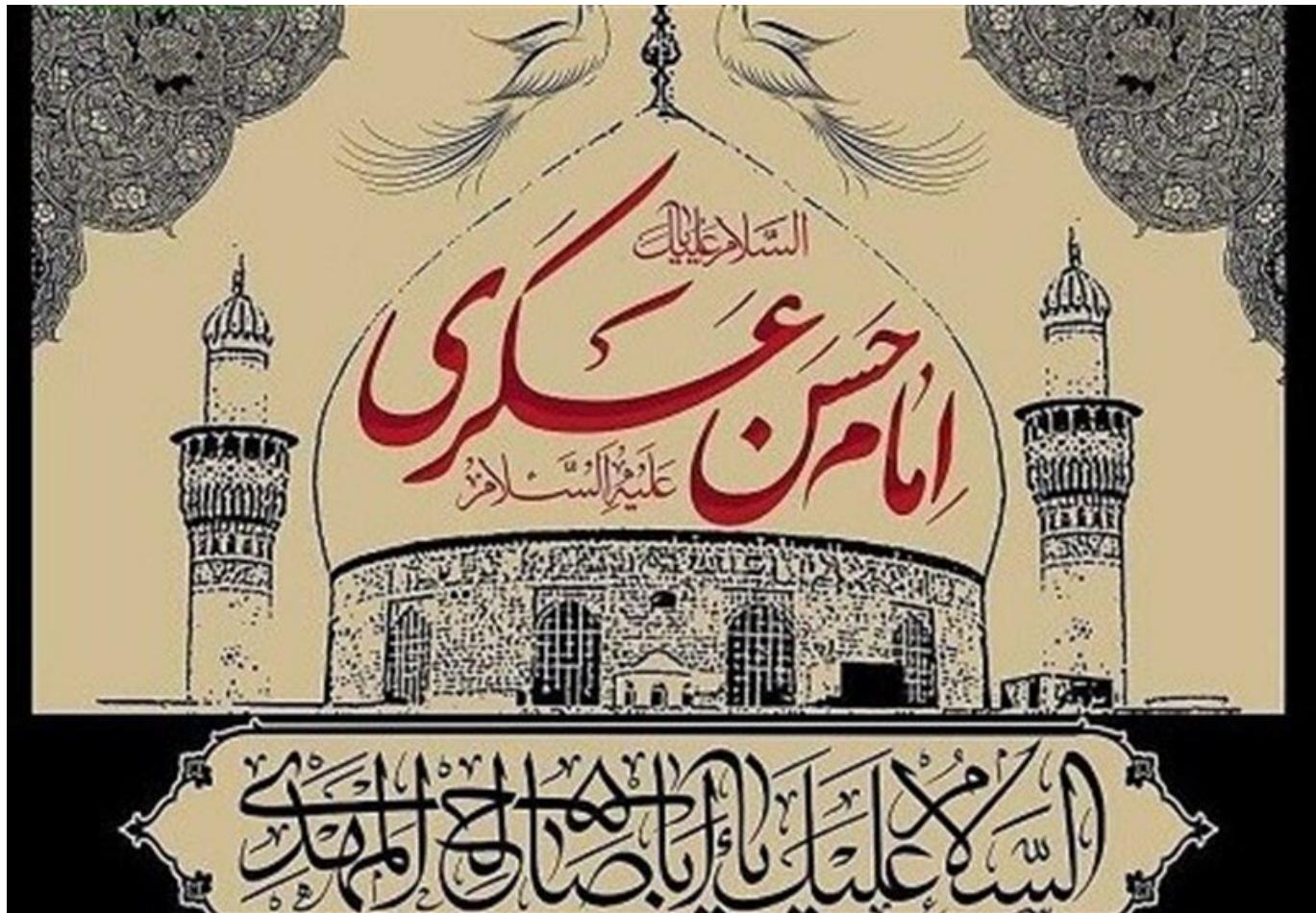


امام حسن عسکری علیہ السلام

<"xml encoding="UTF-8?>



امام حسن عسکری علیہ السلام

حسن بن علی بن محمد (260-232ھ)، امام حسن عسکری کے نام سے مشہور شیعوں کے گیارہویں امام ہیں۔ آپ امام علی نقی کے فرزند اور امام مہدی کے والد ہیں۔ آپ کا مشہور لقب عسکری ہے جو حکومت وقت کی طرف سے آپ کو شہر سامراء جو اس وقت فوجی چھاونی کی حیثیت رکھتا تھا، میں زندگی بسر کرنے پر مجبور کیے جانے کی طرف اشارہ ہے۔ آپ کے دوسرے القاب میں ابن الرضا، ہادی، نقی، زکی، رفیق اور صامت مشہور ہیں۔

حکومت وقت کی کڑی نگرانی کی وجہ سے اپنے پیرکاروں سے رابطہ برقرار رکھنے کے لئے آپ نے مختلف شہروں میں نمائندے مقرر کئے اور وکالت سسٹم کے تحت اپنے نمائندوں سے رابطے میں رہے۔ عثمان بن سعید آپ کے خاص نمائندوں میں سے تھے جو آپ کی شہادت کے بعد غیبت صغیری کی ابتدا میں امام زمانہ (عج) کے پہلے نائب خاص بھی رہے ہیں۔

امام حسن عسکری 8 ربیع الاول سنہ 260ھ کو 28 سال کی عمر میں سامرا میں شہید ہوئے اور اپنے والد امام علی نقی کے جوار میں دفن ہوئے۔ ان دونوں اماموں کا مدفن حرم عسکریین کے نام سے مشہور ہے اور عراق میں شیعہ زیارتگاہوں میں سے ایک ہے۔ یہ حرم دو مرتبہ دہشت گردوں کے ہاتھوں مسمار ہوا۔ پہلا حملہ 22

فروری 2006ء کو جبکہ دوسرا حملہ اس کے 16 مہینے بعد یعنی 13 مئی 2007ء کو کیا گیا۔ تفسیر قرآن، اخلاق، فقہ، اعتقادات، ادعیہ اور زیارت جیسے مختلف موضوعات پر امام حسن عسکریؑ سے احادیث نقل ہوئی ہیں۔

سوانح عمری

نسب:

امام حسن عسکریؑ کا نسب آٹھ واسطوں سے شیعوں کے پہلے امام علی بن ابی طالبؑ سے ملتا ہے۔ آپؑ کے والد گرامی شیعہ اثنا عشریہ کے دسویں امام امام علی النقیؑ ہیں۔ شیعہ مصادر کے مطابق آپؑ کی والدہ کنیز تھی جنکا نام حُدیث یا «حدیث» تھا۔[1] کچھ اور اقوال کے مطابق آپؑ کی مادر گرامی کا نام "سوسن" [2] اور "عسفان" [3] یا "سلیل" [4] بتایا گیا ہے اور دوسری عبارت میں "کانت من العارفات الصالحات" (یعنی وہ عارفہ اور صالحہ خواتین میں سے تھیں") کے ساتھ آپؑ کا تعارف کروایا گیا۔[5]

آپؑ کا صرف ایک بھائی جعفر تھا جو امام حسن عسکریؑ کے بعد امامت پر دعوا کرنے کی وجہ سے جعفر کذاب کے نام سے معروف ہوا اور امام حسن عسکریؑ کی اور کوئی اولاد ہونے سے انکار کرتے ہوئے خود کو امامت کی میراث کا اکیلا دعویدار قرار دیا۔[6] سید محمد اور حسین آپؑ کے دوسرے بھائی تھے۔[7]

القاب:

آپؑ کے القاب صامت، ہادی، رفیق، زکی، نقی لکھے گئے۔ کچھ مورخین سے آپؑ کا لقب خالص بھی کہا۔ ابن الرضا کے لقب سے امام محمد تقی، امام علی نقی اور امام حسن عسکریؑ مشہور ہوئے۔[8] امام حسن عسکریؑ کے والد محترم امام علی نقی نے تقریباً 20 سال اور 9 مہینے سامراء میں زندگی بسر کی۔ اسی وجہ سے یہ دو امام عسکریؑ کے نام سے مشہور ہوئے، عسکر سامراء کا ایک غیر مشہور عنوان تھا۔[9] جیسے امام حسن اور امام حسن عسکریؑ کے مشترک نام ہونے کی وجہ سے امام حسن عسکریؑ کو اخیر کہا جاتا ہے۔[10]

احمد بن عبیدالله بن خاقان نے امام عسکریؑ کی ظاہری صورت یوں بیان کی ہے: آپ کالی آنکھیں، بہترین قامت، خوبصورت چہرہ اور مناسب بدن کے مالک تھے۔

کنیت:

آپؑ کی کنیت ابو محمد تھی۔ بعض کتابوں میں ابوالحسن [11]، ابوالحجہ [12]، ابوالقائم [13] مذکور ہیں۔

تولد:

معتبر منابع کے مطابق آپؑ مدینہ میں پیدا ہوئے۔[14] بعض نے آپؑ کی جائے پیدائش سامرا ذکر کی ہے۔[15] کلینی اور اکثر متقدم امامی منابع آپؑ کی ولادت ربیع الثانی ۱۶ شمار کرتے ہیں۔ بلکہ اسے امام نے خود ایک روایت میں بیان کیا ہے۔[17] شیعہ و سنی بعض قدیمی مصادر میں حضرت کی ولادت 231ھ میں ہونے کا ذکر ہے۔[18] شیخ مفید نے اپنے بعض آثار میں گیارہویں امام کی ولادت کو 10 ربیع الآخر ذکر کی ہے۔[19] چھٹی صدی میں یہ قول متروک ہو گیا اور اس کی جگہ 8 ربیع الاول معروف ہو گیا۔[20] اور امامیہ کے ہاں یہی مشہور قول بھی ہے۔ بعض اہل سنت اور شیعہ مآخذ حضرت کی پیدائش کا سال ۲۳۱ھ نیز لکھتے ہیں۔[21]

شهادت:

مشہور قول کے مطابق امام عسکریٰ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ ھ کے شروع میں معتمد عباسی کے ہاتھوں 28 سال کی عمر میں مسموم ہوئے اور اسی مہینے کی 8 تاریخ کو 28 سال کی عمر میں سر من رائی (سامرا) میں جام شہادت نوش کرگئے۔[22] البتہ ربیع الثانی اور جمادی الاولی میں شہید ہونے کے بارے میں بھی بعض روایات ملتی ہیں۔[23] طبرسی نے اعلام الوری میں لکھا ہے کہ اکثر امامیہ علماء نے کہا ہے کہ امام عسکری زبر سے مسموم ہوئے اور اس کی دلیل امام صادقؑ کی ایک روایت ہے جس میں آپؑ فرماتے ہیں «وَاللَّهِ مَا مَنَّا إِلَّا مَقْتُولٌ شَهِيدٌ»۔[24] بعض تاریخی گزارشات کے مطابق یہ سمجھہ میں آتا ہے کہ معتمد سے پہلے کے دو خلیفے بھی امام عسکری کو قتل کرنے کے درپے تھے۔ ایک روایت میں مذکور ہے کہ معتز عباسی نے حاجب کو حکم دیا کہ وہ امامؑ کو کوفہ کے راستے میں قتل کرے لیکن لوگوں کو جب پتہ چلا تو یہ سازش ناکام ہوئی۔[25] ایک اور گزارش کے مطابق مہتدی عباسی نے بھی امامؑ کو زندان میں شہید کرنے کا سوچا لیکن انجام دینے سے پہلے اس کی حکومت ختم ہوئی۔[26] امام عسکریٰ سامرا میں جس گھر میں اپنے والد ماجد امام علی نقی علیہ السلام دفن ہوئے تھے ان کے پہلو میں دفن ہوئے۔[27]

ازواج:

مشہور قول کے مطابق امام عسکریٰ نے بالکل زوجہ اختیار نہیں کی اور آپکی نسل ایک کنیز کے ذریعے آگے بڑھی جو کہ حضرت مہدی(عج) کی مادر گرامی ہیں۔ لیکن شیخ صدوق اور شہید ثانی نے یوں نقل کیا ہے کہ امام زمان(عج) کی والدہ کنیز نہ تھیں بلکہ امام عسکریٰ کی زوجہ تھیں۔[28]

منابع میں امام مہدی(عج) کی والدہ کے مختلف اور متعدد نام ذکر ہوئے ہیں اور منابع میں آیا ہے کہ امام حسن عسکریٰ کے زیادہ تر خادم رومی، صقلائی اور ترک تھے۔[29] اور شاید امام زمانہ(عج) کی والدہ کے نام مختلف اور متعدد ہونے کی وجہ امام حسن عسکری کی کنیزوں کی تعداد کا زیادہ ہونا ہے یا پھر امام مہدی(عج) کی ولادت کو خفیہ رکھنے کی وجہ سے آپ کی والدہ کے نام متعدد بتائے جاتے تھے۔

لیکن جو بھی حکمت تھی۔ آخری صدیوں میں امام زمانہ (عج) کی والدہ کے نام کے ساتھ نرجس کا عنوان شیعوں کے لئے باعث پہچان تھا۔ دوسری طرف جو سب سے مشہور نام منابع میں ملتا ہے وہ صیقل ہے۔[30]

دوسرے جو نام ذکر ہوئے ہیں ان میں سوسن[31]، ریحانہ اور مریم[32] بھی ہیں۔

اولاد:

اکثر شیعہ اور سنی منابع کے مطابق، آپ کے اکلوتے فرزند امام زمانہ(عج) ہیں جو کہ محمد کے نام سے مشہور ہیں۔[33]

امام حسن عسکریٰ، حضرت امام زمانہ(عج) کے والد ہونے کے ناطے[34]، امام حسن عسکریٰ کی شخصیت کا یہ پہلو اہل تشیع کے نزدیک جانا پہچانا ہوا ہے۔ اور امامیہ (اہل تشیع) کے نزدیک مشہور ہے ہے کہ امام مہدی(عج) کی ولادت 15 شعبان سنہ 255 ھ کو ہوئی، لیکن تاریخ میں اور مختلف قول بھی موجود ہیں جن کے مطابق آپ کی ولادت سنہ 254 ھ یا سنہ 256 ھ میں ہوئی ہے۔[35]

آپ کی اولاد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، بعض نے تین بیٹے اور تین بیٹیوں کا کہا ہے۔ اسی قول سے ملتا

جلتا قول اہل تشیع کے نزدیک بھی موجود ہے [36]؛ خصیبی نے امام مہدی(عج) کے علاوہ امام حسن عسکری^۴ کی دو بیٹیوں کے نام فاطمہ اور دلالہ ذکر کیے ہیں [37]۔ ابن ابی الثلوج نے امام مہدی کے علاوہ ایک بیٹی کا نام موسی، اسی طرح دو بیٹیوں کے نام فاطمہ اور عائشہ (یا ام موسی) بتائے ہیں [38]۔ لیکن انساب کی کتابوں میں مذکورہ نام، امام حسن عسکری کے بہن بھائیوں کے طور پر ملتے ہیں [39] جو شاید ان مورخوں نے آپ کی اولاد کے عنوان سے ذکر کر دیے ہیں۔ اس کے برعکس، بعض اہل سنت کے علماء جیسے ابن جریر طبری، یحیی بن صاعد اور ابن حزم کا عقیدہ ہے کہ آپ کی کوئی اولاد تھی ہی نہیں۔ [40] لیکن مذکورہ بالا روایات کو دیکھا جائے تو یہ ایک بے بنیاد دعوے سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔

سامرا آمد:

بچپنے میں ہی امام حسن عسکری، اپنے والد گرامی امام ہادی کے ساتھ جبری طور پر عراق طلب کر لئے گئے اس زمانے میں عباسیوں کا دارالحکومت سامرا تھا یہاں آپ کو تحت نظر رکھا گیا۔ بعض کتابوں میں 236 ھ کو اور [41] اور بعض میں ۲۳۳ ھ کو اس سفر کا سال قرار دیا ہے۔ [42] مذکور ہے۔ امام حسن عسکری نے اپنی اکثر عمر سامرا میں گزاری اور مشہور ہے کہ صرف آپ ہی وہ امام ہیں جو حج پہ نہیں گئے، لیکن عیون اخبار الرضا اور کشف الغمہ میں راوی نے آپ سے ایک حدیث نقل کی ہے اور وہ انہوں نے مکہ میں امام سے سنی ہے، [43] مکہ کے اس سفر کے علاوہ جرجان کی طرف ایک سفر کا بھی ذکر ہوا ہے۔ [44]

آپ کے دورہ امامت میں معتز عباسی (۲۵۲-۲۵۵ ھ)، مہتدی (۲۵۵-۲۵۶ ھ) و معتمد (۲۵۶-۲۷۹ ھ)۔ عباسی خلیفہ رہے۔

امامت کی مدت اور دلائل

جس طرح کے شیخ مفید لکھتے ہیں کہ حسن بن علی (امام عسکری) اپنے والد (امام ہادی) کی شہادت کے سال ۲۵۷ قمری کے بعد، اپنے معاصرین میں سے فضیلت اور برتری رکھنے کی وجہ اور امام ہادی کی روایات کے مطابق آپ اہل تشیع کے گیارہویں امام ہیں۔ [46] علی بن عمر نوافی، امام ہادی سے ایک روایت نقل کرتا ہے: «امام ہادی کے ساتھ آپ کے گھر کے صحن میں بیٹھا تھا کہ آپ کا بیٹا محمد-ابو جعفر- کا گزر ہوا، میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں! آپ کے بعد ہمارا امام یہ ہو گا؟ آپ نے فرمایا: میرے بعد امام حسن ہو گا۔

بہت کم تعداد میں محمد بن علی کی امامت (جو کہ امام ہادی کی زندگی میں ہی دنیا سے چلے گئے) اور جن کی تعداد انگلیوں پر گنی جاتی ہے جعفر بن علی کو اپنا امام سمجھتے تھے، امام ہادی کے اکثر دوستان اور یاران نے امام حسن عسکری کی امامت کو قبول کیا مسعودی، شیعہ اثناء عشری کو امام حسن عسکری اور آپ کے فرزند کے پیروکاروں میں سے مانتا ہے کہ یہ فرقہ تاریخ میں قطیعہ کے نام سے مشہور ہوا ہے۔ [47]

امام عسکری ۲۵۲ تا ۲۶۰ تک ۶ سال کی مدت امامت کے فرائض انجام دیتے رہے پھر انکی شہادت کے بعد ان کے بیٹے امام زمان امامت پر فائز ہوئے۔ امام حسن عسکری

سیاسی حالات

امام حسن عسکری کی امامت عباسی تین خلفاء کی خلافت کے دور میں تھی: معتز عباسی (255-256ھ)، مہتدی (256-257ھ) اور معتمد (257-259ھ)۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے دور میں عباسی حکومت امیروں کیلئے ایک بازیچہ بن چکی تھی خاص طور پر ترک نظامی سپہ سالاروں کا حکومتی سسٹم میں مؤثر کردار تھا۔ امام کی زندگی کی پہلی سیاسی سرگرمی اس وقت تاریخ میں ثبت ہوئی جب آپ کا سن 20 سال تھا اور آپ کے والد گرامی زندہ تھے۔ آپ نے اس وقت عبداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو خط لکھا جس میں خلیفہ وقت مستعين کو باعثی اور طغیان گر کہا اور خدا سے اس کے سقوط کی تمنا کا اظہار کیا۔ یہ واقعہ مستعين کی حکومت کے سقوط سے چند روز پہلے کا ہے۔ عبد اللہ بن عبد اللہ عباسی حکومت میں صاحب نفوذ اور خلیفہ وقت کے دشمنوں میں سے سمجھا جاتا تھا۔ [48]

مستعين کے قتل کے بعد اس کا دشمن معتز تخت نشین ہوا۔ حضرت امام حسن عسکری کے مقتول خلیفہ کی نسبت احتمالی اطلاعات کی بنا پر معتز نے شروع میں آپ کی اور آپ کے والد کی نسبت ظاہری طور پر کسی قسم کے خصوصت آمیز رویہ کا اظہار نہیں کیا۔ حضرت امام علی نقی کی شہادت کے بعد شواہد اس بات کے بیان گر ہیں کہ امام حسن عسکری کی فعالیتیں محدود ہونے کے باوجود کسی حد تک آپ کو آزادی حاصل تھی۔ آپ کی امامت کے ابتدائی دور میں آپ کی اپنے شیعوں سے بعض ملاقاتیں اس بات کی تائید کرتی ہیں لیکن ایک سال گزرنے کے بعد خلیفہ امام کی نسبت بد گمان ہو گیا اور اس نے 255ق میں امام کو زندان میں قید کر دیا لہذا امام آزار و اذیت میں گرفتار ہو گئے۔ نیز امام حسن عسکری اس کے بعد کے خلیفہ مہتدی کے دور میں بھی زندان میں ہی رہے۔ 256ق میں معتمد کی خلافت کے آغاز میں اپنے شیعوں کے مسلسل قیاموں کا سامنا کرنا پڑا اور امام زندان سے آزاد ہوئے۔ ایک دفعہ پھر امام کو موقع ملا کہ وہ اپنے شیعوں کو مرتب و منظم کرنے کیلئے معاشرتی اور مالی پروگراموں کا اہتمام کر سکیں۔ امام کی بھی فعالیتیں وہ بھی عباسی دار الحکومت میں ایک دفعہ پھر ان کیلئے پریشانی کا موجب بن گئیں۔ پس 260ق میں معتمد کے دستور پر امام حسن عسکری کو دوبارہ زندانی کیا گیا اور خلیفہ روزانہ امام سے مربوط اخبار کی چھان بین کرتا۔ [49] ایک مہینے کے بعد امام زندان سے آزاد ہوئے لیکن مامون کے وزیر حسن بن سہل کے گھر میں نظر بند کر دئے گئے جو واسط نامی شہر کے قریب تھا۔ [50]

قیام اور شورشیں

امام حسن عسکری کے زمانے میں شیعوں کی جانب سے عباسیوں کے خلاف تحریکیں اٹھیں اور کچھ سوئے استفادہ کی بنیاد پر علویوں کے نام سے شورشیں برپا ہوئیں۔

علی بن زید اور عیسیٰ بن جعفر کا قیام

یہ دونوں علوی امام حسن مجتبی کے ممتاز صحابہ میں سے تھے۔ انہوں نے سال ۲۵۵ ہجری کو کوفہ میں قیام کیا۔ معتمد عباسی نے سعید بن صالح کی سرکردگی میں فوج بھیج کر اس قیام کو شکست دی۔ [51]

علی بن زید بن حسین

یہ امام حسینؑ کی اولاد میں سے تھا۔ انہوں نے مہتدی عباسی کے زمانے میں کوفہ میں قیام کیا۔ شاہ بن میکال ایک بڑی فوج کے ساتھ اس کے مقابلے میں آیا لیکن شکست سے دو چار ہوا۔ معتمد عباسی جب تخت نشین ہوا تو اس نے کیجور ترکی کو اس کے مقابلے کیلئے بھیجا۔ علی بن زید نے پسپائی اختیار کی اور فرار ہو گیا بالآخر سنہ 257 ہجری میں قتل ہوا [52]

احمد بن محمد بن عبداللہ

اس نے معتمد عباسی کے زمانے میں مصر کے برقہ اور اسکندریہ کے درمیان قیام کیا۔ بہت بڑی تعداد اپنے پیروکاروں کی پیدا کر لی اور خلافت کا ادعا کیا۔ ترک خلیفہ نے کارگزار احمد بن طولون کو اسکے مقابلے کیلئے بھیجا تا کہ اس کے اطرافیوں کو اس سے جدا اور منتشر کرے۔ احمد بن محمد بن عبد اللہ نے مقاومت کی اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ [53]

صاحب زنج کی شورش

علی بن محمد عبدالقیسی نے سال ۲۵۵ق میں معتمد عباسی کے دور میں قیام کیا۔ اس نے اپنے آپ کو علویوں سے منسوب کیا جبکہ وہ نسب کے لحاظ سے علوی نہیں تھا کیونکہ اکثر نسب شناسان عبدالقیس کی شاخ میں قرار دیتے ہیں۔ [54] نیز وہ کردار کے لحاظ سے بھی علویوں کے نزدیک نہیں تھا [55] وہ عقیدے کے لحاظ سے خوارج کا ہم عقیدہ تھا۔ [56] امام حسن عسکری نے واضح طور پر اعلان کیا تھا صاحب زنج اہل بیت سے نہیں ہے۔ [57] اس نے غلاموں کی آزادی کے نعرے کے ساتھ بصرہ کے مدینۃ الفتح اور کرخ کے درمیان بئر نخل نامی محلے سے قیام کا آغاز کیا۔ طولانی مدت تک اس نے عباسیوں کے سامنے مقاومت کی جو ۱۵ سال تک جاری رہی۔ نہایت کار سال ۲۷۰ھ میں قتل ہو گیا۔ [58]

شیعوں سے رابطہ

امام حسن عسکری کے دور میں معاشرے میں اکثریتی مذہب اہل سنت تھا اور اسی طرح عباسیوں کی جانب سے شیعہ سخت حالات میں ہونے کی وجہ سے تقبیہ کی زندگی گزارنے پر مجبور تھے۔ ان حالات میں امام حسن عسکری نے شیعوں کے امور چلانے کیلئے اور وجوہات شرعی کی جمع آوری کیلئے مختلف علاقوں میں اپنے وکیلوں کو روانہ کرتے تھے۔ [59]

امام سے ملاقات

جاسوسی کے پیش نظر شیعوں کیلئے ہر وقت امام سے ملاقات کرنا نہایت مشکل تھا یہاں تک کہ خلیفہ عباسی کئی مرتبہ بصرہ گیا تو جاتے ہوئے امام کو بھی اپنے ساتھ لے کر جاتا تھا۔ اس دوران امام کے اصحاب آپ کی زیارت کیلئے اپنے آپ کو تیار رکھتے تھے۔ [60] اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شیعوں کیلئے مستقیم طور پر امام سے ملنا کس قدر دشوار تھا۔ اسماعیل بن محمد کہتا ہے: جہاں سے آپ کا گزر ہوتا تھا میں وہاں کچھ رقم مانگنے کے لئے بیٹھا اور جب امام کا گزر وہاں سے ہوا تو میں نے کچھ مالی مدد آپ سے مانگی۔ [61] ایک اور راوی نقل کرتا ہے کہ ایک دن جب امام کو دار الخلافہ جانا تھا ہم عسکر کے مقام پر آپ کو دیکھنے کے لئے جمع ہوئے، اس حالت میں آپ کی جانب رقعہ توقیعی (یعنی کچھ لکھا ہوا) ہم تک پہنچا جو کہ اس طرح تھا: کوئی مجھ کو سلام اور حتیٰ میری جانب اشارہ بھی نہ کرے، چونکہ مجھے امان نہیں ہے۔ [62] اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ خلیفہ کس حد تک امام اور شیعوں کے درمیان روابط کو زیر نظر رکھتا تھا۔ البتہ امام اور آپ کے شیعہ مختلف جگہوں پر آپس میں ملاقات کرتے تھے اور ملاقات کے مخفیانہ طریقے بھی تھے جو چیز آپ اور شیعوں کے درمیان رابطہ رکھنے میں زیادہ استعمال ہوئی وہ خطوط تھے اور بہت سے منابع میں بھی یہی لکھا گیا ہے۔ [63]

امام کے نمائندے

حاکم کی طرف سے شدید محدودیت کی وجہ سے امام نے اپنے شیعوں سے رابطہ رکھنے کے لئے کچھ نمائندوں کا

انتخاب کیا ان افراد میں ایک آپ کا خاص خادم عقید تھا جس کو بچپن سے ہی آپ نے پالا تھا، اور آپ کے بہت سے خطوط کو آپ کے شیعوں تک پہنچاتا تھا[64]۔ اسی طرح آپکے خادم جس کی کنیت ابو الادیان تھی اس کے ذمیے بعض خطوط پہنچاتا تھا[65]۔ لیکن جو امامیہ منابع میں باب کے عنوان سے (امام کا رابط اور نمائندہ) پہنچانا جاتا تھا وہ عثمان بن سعید ہے اور یہی عثمان بن سعید امام حسن عسکریؑ کی وفات کے بعد اور غیبت صغریؑ کے شروع کے دور میں پہلے باب کے عنوان سے یا دوسرے لفظوں میں سفیر، وکیل اور امام زمان(عج) کے خاص نائب میں سے تھا۔[66]

مراسلہ نگاری

امام کا اپنے شیعوں سے رابطہ خطوط کے ذریعے بھی تھا۔ نمونے کے طور پر علی بن حسین بن بابویہ[67] اور قم کے لوگوں کے خط کو ذکر کیا سکتا ہے [68] شیعہ اپنے مسائل اور مختلف موضوعات کے متعلق سوالات خط کی صورت میں لکھتے اور امام انہیں تحریری صورت میں جواب دیتے تھے۔

معارف دینی کی وضاحت

شیعہ تعلیمات

آخری آئمہ کے زمانے میں امامت سے مربوط ابہامات اور پیچیدگوں کے پیش نظر ہم دیکھتے ہیں کہ امام حسن عسکریؑ کے اقوال اور خطوط میں اس کے متعلق ارشادات کا مشاہدہ کرتے ہیں جیسے زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہے گی۔[69] اگر امامت کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور اس کا تسلسل ٹوٹ جائے تو خدا کے امور میں خلل واقع ہو جائے گا۔[70] زمین پر خدا کی حجت ایسی نعمت ہے جو خدا نے مؤمنوں کو عطا کی ہے اور اس کے ذریعے ان کی ہدایت کرتا ہے۔[71]

اس زمانے کی ایک اور دینی تعلیم کہ جس کی وجہ سے شیعہ تحت فشار رہے وہ مومنین کو آپس میں صبر کی تلقین انتظار فرج کا پیغام ہے جو امام کے ارشادات میں زیادہ بیان ہوا ہے۔[72] اسی طرح آپ کی احادیث میں شیعوں کے درمیان بامی منظم ارتباط اور بامی بھائی چارٹ کی فضای کے قیام کے بارے میں بیشتر تاکید ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔[73]

تفسیر قرآن

تفصیلی مضمون: تفسیر امام حسن عسکریؑ

امام حسن عسکریؑ کے مورد توجہ قرار پانے والی چیزوں میں سے ایک تفسیر قرآن کا عنوان ہے۔ تفسیر قرآن کا ایک مکمل اور تفصیلی متن امام حسن عسکری (تفسیر امام حسن عسکری) سے منسوب ہے کہ جو امامیہ کے قدیمی آثار میں شمار ہوتا ہے۔ بیہان تک کہ امام کی طرف اس کتاب کی نسبت درست نہ ہونے کی صورت میں بھی اس بات کی طرف توجہ کرنی چاہئے کہ تفسیری ابحاث کی نسبت امام حسن عسکریؑ کی شہرت نے اس کتاب کے امام کی طرف منسوب ہونے کے مقدمات فراہم کئے ہیں۔

کلام اور عقائد

ایسے حالات میں امامیہ کی روپری اور امامت حضرت امام حسن عسکریؑ کے باتھ آئی جب امامیہ کی صفوں میں بعض ایسی اعتقادی مشکلات موجود تھیں جن میں سے کچھ تو چند دبائیاں پہلے اور کچھ آپ کے زمانے

میں پیدا ہوئیں۔ ان اعتقادی مسائل میں سے خدا کی جسمیت کی نفی ایک مسئلہ تھا کہ جو کافی سال پہلے پیدا ہوا تھا اور ممتاز ترین اصحاب بیشام بن حکم اور بیشام بن سالم کے درمیان اس کی وجہ سے اختلافات پائے جاتے تھے۔ امام حسن عسکری کے زمانے میں اس مسئلے نے اتنی شدت اختیار کی کہ سہل بن زیاد آدمی نے امام کو خط لکھ کر آپ سے رائِنمائی حاصل کرنے کی درخواست کی۔

امام نے اسے جواب دیتے ہوئے ابتدائی طور پر اللہ کی ذات کے متعلق بحث کرنے سے پرہیز کرنے کا کہا پھر قرآنی آیات سے اس مسئلہ کی جانب ہوں اشارہ فرمایا کہ قرآن میں اس طرح آیا ہے :

الله واحد و يکتا ہے، وہ نہ تو کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا ہے۔ اسکا کوئی نظیر و بُمِتَنَّ نہیں ہے۔ وہ پیدا کرنے والا ہے پیدا ہونے والا نہیں ہے۔ جسم اور غیر جسم سے جسے چاہے خلق کر سکتا ہے۔ وہ خود جسم و جسمانیت سے مبرا ہے۔۔۔ کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں ہے وہ بصیر اور سمیع ہے۔ [74]

فقہ

علم حدیث میں آپ کو فقیہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ [75] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اپنے اصحاب کے درمیان اس لقب سے خصوصی طور پر پہچانے جاتے تھے۔ اسی بنیاد پر فقہ کے بعض ابواب میں آپ سے احادیث منقول ہیں۔ البتہ امامیہ مذہب کی فقہ کا بیشترین حصہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے ترتیب شدہ ہے اور اس کے بعد فقہ نے اپنے تکمیلی مراحل طے کئے ہیں لہذا امام حسن عسکری کی زیادہ تر احادیث ان فروعی مسائل کے بارے میں ہیں جو اس دور میں نئے پیدا ہوئے تھے یا ان مسائل کے بارے میں ہیں جو انکے زمانے میں چیلنج کے طور پر پیش ہوئے۔ مثال کے طور پر رمضان کے آغاز کا مسئلہ اور خمس کی بحث۔ [76]

حرم

تفصیلی مضمون: حرم عسکریین

امام عسکری کی شہادت کے بعد آپ کے والد گرامی امام علی النقی کے جوار میں دفن کیا گیا۔ [77] بعد میں اس جگہ ایک بارگاہ بنی جو حرم امامین عسکریین سے مشہور ہے۔ امامین عسکریین کا حرم دو بار وہابی دیشت گردوں کی بربیت کا نشانہ بن چکا ہے۔ پہلا حملہ 22 فروری 2006ء کو [78] دوسرا حملہ سولہ ماہ بعد یعنی 13 جون 2007ء کو ہوا۔ [79] تخریب حرم عسکریین اسی واقعے کی طرف اشارہ ہے۔ 2008ء کو حرم کی تعمیر نو شروع ہو گئی۔ [80] اور 2015ء کو پایہ تکمیل تک پہنچا۔ [81]

حوالہ جات

1. کلینی، کافی، ۱۳۹۱ق، ج۱، ص۵۰۳؛ شیخ مفید، الارشاد، ۱۴۱۴ق، ج۲، ص۳۱۳
2. ابن طلحہ، مطالب المسؤول، نجف، ۱۳۷۱ق، ج۲، ص۷۸؛ سبط ابن جوزی، تذكرة الخواص، نجف، ۱۳۸۳ق، ص۳۶۲؛ البتہ بعض مأخذ میں یہ نام امام علی نقیؑ کی والدہ کا مذکور ہوا ہے (نوبختی، فرق الشیعہ، ص۹۳) اور بعض نے یہ نام امام زمانہ کی والدہ کا ذکر کیا ہے (ابن ابی الثلث، «تاریخ الائمه» مجموعہ نفیسہ، قم، ۱۳۹۶ق، ص۲۶)
3. نوبختی، فرق الشیعہ، نجف، ۱۳۵۵ق، ص۹۶؛ کہا گیا ہے کہ اس کنیز کا نام عسفان تھا بعد میں امام بادی نے اس کا نام تبدیل کر کے حدیث رکھا۔

- مسعودي، اثبات الوصيه، بيروت ١٢٥٩، ص ٢٥٨. 4
- حسين بن عبد الوهاب، عيون المعجزات، نجف ١٣٦٩، ص ١٢٣. 5
- طبسى، حياة الامام العسكري، ص ٣٢٠-٣٢٤. 6
- مفید، الارشاد، ١٤١٣، ج ٢، ص ٣١١-٣١٢. 7
- ابن شهر آشوب، مناقب، ج ٢، ص ٣٢١. 8
- ابن خلكان، وفيات الاعيان، ج ٢، ص ٩٤. 9
- ابن شهر آشوب، ج ٣، ص ٥٢٦، بحواله : پاكتچى، «حسن عسكري، امام»، ص ٦١٨. 10
- دلائل الإمام، طبرى، ص ٣٢٣. 11
- موسوعه الإمام العسكري، خز على، ج ١، ص ٣٢. 12
- موسوعه الإمام العسكري، خز على، ج ١، ص ٣٢. 13
- مسعودي، اثبات الوصيه، ص ٢٥٨، ٢٦٦؛ شيخ مفید، الارشاد، ج ٢، ص ٣١٣. 14
- ابن حاتم، الدر النظيم، ص ٧٣٧. 15
- رجوع كريين: نوبختى، فرق الشيعه، ١٣٥٥، ص ٩٥؛ سعد، ص ١٥؛ كلينى، كافي، ١٣٩١، ج ١، ص ٥٠٣؛ شيخ مفید، الارشاد، ج ٢، ص ٣١٣. 16
- ابن رستم طبرى، دلائل الإمام، ١٢١٣، ص ٣٢٣. 17
- مرجعه كريين: ابن ابى الثلوج، «تاریخ الائمه» مجموعه نفیسه، ١٣٩٦، ص ١٢؛ مسعودي، اثبات الوصيه، ١٢٥٩، ص ٢٥٨. 18
- مفید، مسار الشيعه، ص ٥٢؛ ابن طاووس، الاقبال، ج ٣، ص ١٣٩؛ طوسى، مصباح المجتهد، ١٣٣٩، ص ٧٩٢. 19
- ابن شهر آشوب، مناقب آل ابى طالب، ج ٣، ص ٥٢٣؛ كلينى، ج ١، ص ٥٠٣. 20
- مراجعة كريين: ابن ابى الثلوج، ص ١٢؛ ابن خشاب، ١٩٩؛ مسعودي، اثبات الوصيه، ص ٢٥٨. 21
- كلينى، كافي، ج ١، ١٣٩١، ص ٥٠٣؛ شيخ مفید، الارشاد، ١٤١٤، ج ٢، ص ٣١٤. 22
- مراجعة كريين: مقدسى، بازپژوهی تاریخ ولادت و شهادت معصومان، ١٣٩١، ص ٥٣٣-٥٣٥. 23
- طبرسى، اعلام الورى، ١٤١٧، ج ٢، ص ١٣١. 24
- شيخ طوسى، الغيبة، ١٣٩٨، ص ٢٠٨؛ عطاردى، مسند الإمام العسكري، ١٢١٣، ص ٩٢. 25
- مسعودي، اثبات الوصيه، ١٣٩٩، ص ٢٦٨؛ كلينى، كافي، ١٣٩١، ج ١، ص ٣٢٩. 26
- شيخ مفید، الارشاد، ١٤١٤، ج ٢، ص ٣١٣. 27
- شيخ صدوق؛ كمال الدين، ج ٢، ص ٤١٨؛ مجلسى، بحار الانوار، ج ٥١، ص ٢٨. 28
- مسعودي، إثبات الوصيه، ص ٢٦٦، بحواله : پاكتچى، «حسن عسكري، امام»، ص ٦١٨. 29
- رك: شيخ صدوق، كمال الدين، ص ٣٧ و...؛ خصيبي، الهدایة الكبرى، ص ٣٢٨؛ شيخ طوسى، الغيبة، ١٢١٣، بحواله : پاكتچى، «حسن عسكري، امام»، ص ٦١٨. 30
- مثلاً ابن ابى الثلوج، مجموعه نفیسه، ص ٢٦؛ ابن خشاب، تاريخ مواليد، ص ٢٥١؛ ذهبى، سير اعلام النبلاء، ج ١٣، ص ١٢١، به نقل از: پاكتچى، «حسن عسكري، امام»، ص ٦١٨. 31
- رك: طريحي، جامع المقال، ص ١٦٥، نقل از: پاكتچى، «حسن عسكري، امام»، ص ٦١٨. 32

33. ابن شهر آشوب، مناقب، ج^٣، ص٥٢٣؛ ابن طولون، الائمه الاثنا عشر، ص١١٣؛ طبرسي، تاج المواليد، ص٥٩؛ ابن اثير، الكامل في التاريخ، ج٧، ص٢٧٢؛ ابن صباح، الفصول المهمة، ص٢٧٨؛ شبلنجي، نور الابصار، ص٣١٨، نقل از: پاکتچی، «حسن عسکری، امام»، ص٦١٨.
34. ابن طلحه، مطالب المسؤول، ج٢، ص٧٨.
35. رک: طريحي، جامع المقال، ص١٩٥؛ ابو المعالى، بيان الاديان، ص٧٥، نقل از: پاکتچی، «حسن عسکری، امام»، ص٦١٨.
36. زرندي، معارج الوصول الى معرفه فضل آل الرسول (ص)، ص١٧٦، نقل از: پاکتچی، «حسن عسکری، امام»، ص٦١٨٦١٩.
37. خصيبي، الهدایه الكبرى، ص٣٢٨.
38. ابن ابی الثلوج، مجموعه نفیسه، ص٢١-٢٢؛ رک: فخر الدین رازی، الشجرة المبارکة، ص٧٩، نقل از: پاکتچی، «حسن عسکری، امام»، ص٦١٩.
39. مراجعه کریں: فخر الدین رازی، الشجرة المبارکة، ص٨٧، پاکتچی، «حسن عسکری، امام»، ص٦١٩ سے منقول۔
40. مراجعه کریں: ابن حزم، جمهره انساب العرب، ص٦١؛ ذبی، سیر اعلام النبلاء، ج١٣، ص١٢٢، پاکتچی، «حسن عسکری، امام»، ص٦١٩ سے منقول۔
41. مسعودی، اثبات الوصیه، ص٢٥٩.
42. نوبختی، فرق الشیعه، ص٩٢.
43. شیخ صدوق، عیون أخبار الرضا، ج٢، ص١٣٥؛ اربلی، کشف الغمہ، ج٣، ص١٩٨.
44. قطب الدین راوندی، الخرائج و الجرائح، ج١، ص٤٢٥ - ٤٢٦؛ اربلی، علی بن عیسی، کشف الغمہ، ج١٣٨، ص٢١٥ - ٤٢٧؛ ابن حمزہ طوسی، الثاقب فی المناقب، ج١٤١٩، ص٤٢٨.
45. طبری، دلائل الامامه، ج١، ص٢٢٣.
46. شیخ مفید، الارشاد، ص٤٩٥.
47. مسعودی، مروج الذبب، ج٢، ص١١٢.
48. مسعودی، اثبات الوصیه، ص٢٦٣.
49. مسعودی، اثبات الوصیه، ص٢٦٨.
50. مسعودی، اثبات الوصیه، ص٢٦٩.
51. مسعودی، مروج الذبب، ج٢، ص٩٢.
52. ابن اثير، الكامل، ج٧، ص٢٣٩-٢٤٥.
53. مسعودی، مروج الذبب، ج٢، ص١٥٨.
54. تاریخ طبری، ج٩، ص٤١٥.
55. تفصیل کیلئے دیکھیں : مروج الذبب، ج٢، ص١٥٨.
56. مروج الذبب، ج٢، ص١٠٨.
57. مناقب ابن شهر آشوب، ج٢، ص٣٢٨.
58. مسعودی، مروج الذبب، ج٢، ص١٥٨.

- مسعودی، اثبات الوصیه، ص۲۷۰؛ رجال کشی، ص۵۶۰. ۵۹
- شیخ مفید، الارشاد، ص۳۸۷. ۶۰
- اربلی، کشف الغمہ فی معرفه الائمه، ج۲، ص۲۱۳. ۶۱
- راوندی، الخرائج و الجرائج، ج۱، ص۴۳۹. ۶۲
- ابن شهرآشوب، مناقب، ج۲، ص۲۲۵؛ شیخ طوسی، الغیب، ص۲۱۲. ۶۳
- شیخ طوسی، الغیب، ص۲۷۲، بحواله: پاکتچی، «حسن عسکری، امام»، ص۶۲۶. ۶۴
- شیخ صدوق، کمال الدین، ص۴۷۵، بحواله: پاکتچی، «حسن عسکری، امام»، ص۶۲۶. ۶۵
- پاکتچی، «حسن عسکری، امام»، ص۶۲۶. ۶۶
- روضات الجنان، ج۴، ص۲۷۳ و ۲۷۴. ۶۷
- ابن شهرآشوب، المناقب، ج۲، ص۳۲۵(بیروت) ۶۸
- نمونے کے طور پر دیکھیں: مسعودی، اثبات الوصیه، ص۲۷۱. ۶۹
- ابن بابویه، کمال الدین، ص۲۳۳. ۷۰
- رجال کشی، ص۵۴۱. ۷۱
- مناقب ابن شهرآشوب، ج۳، ص۵۲۷. ۷۲
- مثلاً مناقب ابن شهرآشوب، ج۳، ص۵۲۶. ۷۳
- کلینی، کافی، ج۱، ص۱۰۳. ۷۴
- طریحی، جامع المقال، ص۱۸۵. ۷۵
- دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی، ج۲۰، ص۶۳۰. ۷۶
- شیخ مفید، الارشاد، ج۲، ص۳۱۳. ۷۷
- خامه یار، تخریب زیارتگاههای اسلامی در کشورهای عربی، ص۲۹ و ۳۰. ۷۸
- خامه یار، تخریب زیارتگاههای اسلامی در کشورهای عربی، ص۳۰. ۷۹
- خبرگزاری ابنا: آخرين وضعیت ساخت ضريح حرمین عسکریین ۱۴۱۴ق، ج۱. ۸۰
- خبرگزاری ایلنا؛ عملیات بازسازی گنبد حرم امامین عسکریین پایان یافت ۸۱

مأخذ

- ابن اثیر، علی بن ابیالکریم، الکامل فی التاریخ، بیروت، دار صادر، ۱۳۸۵ق. و بیروت، دار احیاء التراث العربي.
- ابن حزم، جمهرۃ انساب العرب، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ق.
- ابن خلکان، شمس الدین احمد بن محمد، وفیات الاعیان و انباء ابناء الزمان، به تحقیق احسان عباس، بیروت، دارالثقافہ، [بی تا].
- ابن شهرآشوب، مناقب، قم، کتاب فروشی مصطفوی و بیروت، دار الاصوات، ۱۴۱۲ق.
- ابن طلحه، محمد، مطالب السؤول، نجف، ۱۳۷۱ق/۱۹۵۱م.
- ابن طولون، الائمه الائمه عشر، بیروت، دار بیروت للطبعه و النشر، ۱۳۷۷ق.
- اربلی، علی بن عیسی، کشف الغمہ فی معرفه الائمه، به تحقیق سید ہاشم رسولی، تبریز، ۱۳۸۱ق.
- امین، سید محسن، سیرہ معصومان (ترجمہ اعیان الشیعہ)، مترجم علی حجتی کرمانی، سروش، تهران، ۱۳۷۶اش، چاپ دوم.

- پاکتچی، احمد، «حسن عسکری، امام»، در دائرة المعارف بزرگ اسلامی، ج ۲۰، تهران: مرکز دائرة المعارف بزرگ اسلامی، ۱۳۹۱ اش.
- جعفریان، رسول، حیات فکری سیاسی امامان شیعه، قم، دفتر نشر معارف، ۱۳۹۱ اش.
- حرانی، ابن شعبه، تحف العقول عن آل الرسول (ص)، به تصحیح و تعلیق علی اکبر غفاری، قم، مؤسسه النشر الاسلامی، ۱۳۶۳ اق/۱۳۶۰ اش.
- حسین بن عبدالوهاب، عیون المعجزات، نجف، المطبعه الحیدریه، ۱۳۶۹ اق.
- خزعلی، الامام العسکری علیه السلام، مؤسسہ ولی العصر عَجَلَ اللَّهُ تَعَالَی فرجه الشریف، قم، ۱۳۲۶ ق، چاپ اول.
- خصیبی، حسین، الہدایہ الکبری، بیروت: ۱۳۱۱ اق/۱۹۹۱ م.
- خوانساری، محمد باقر، روضات الجنان فی احوال العلماء و السادات، قم، اسماعیلیان، ۱۳۹۰ اق.
- سبط بن جوزی، تذکرة الخواص، به تحقیق حسین تقی زاده، ج ۱، [بی جا]، المجمع العالمی لاهل البيت (علیهم السلام)، ۱۳۲۶ اق.
- شیخ صدوق، کمال الدین و تمام النعمه، تهران، دارالکتب الاسلامیه، ۱۳۵۹ اق.
- شیخ طوسی، محمد بن حسن، الغیبیه، تهران، مکتبه نینوی.
- شیخ طوسی، محمد بن حسن، اختیار معرفة الرجال، مشهد، دانشگاه مشهد، ۱۳۷۸ اش.
- شیخ مفید، الارشاد، ج ۳، بیروت، مؤسسہ الاعلمی للمطبوعات، ۱۳۹۹ اق.
- شیخ مفید، مسار الشیعه، به تحقیق مهدی نجف، ج ۱، بیروت، دار المفید، ۱۳۱۲ اق.
- طبرسی، فضل بن حسن، اعلام الوری باعلام الہدی، به تحقیق علی اکبر غفاری، بیروت، دارالمعرفه، ۱۳۹۹ اق.
- طبرسی، فضل بن حسن، تاج الموالید.
- طبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم و الملوك، به تحقیق محمد ابو الفضل ابراهیم، بیروت، روائع التراث العربی، ۱۳۸۷ ق. و بیروت، دار سویدان، (بی تا).
- طبری، محمد بن جریر، دلائل الامامه، قم، بعثت، ۱۳۱۳ اق.
- طبسی، محمد جواد، حیاہ الامام العسکری، سوم، قم، مؤسسہ بوستان کتاب، ۱۳۸۲ اش.
- طریحی، فخرالدین، جامع المقال فيما یتعلق باحوال الحديث و الرجال، به کوشش محمد کاظم طریحی، تهران، ۱۳۵۵ اش.
- علامه مجلسی، بحار الأنوار الجامعه لدرر أخبار الأئمه الأطهار، تهران، اسلامیه، ۱۳۶۳ اش.
- کلینی، محمد بن یعقوب، اصول کافی، تحقیق علی اکبر غفاری، تهران، دارالکتب الاسلامیه، ۱۳۸۸ اق.
- مسعودی، علی بن حسین، مروج الذهب، ج ۲، قم، دارالہجره، ۱۳۶۳ اق. و مصر(بی نا)، ۱۳۶۲ اق.
- مسعودی، علی بن حسین، إثبات الوصیه للإمام علی بن أبي طالب، قم، انصاریان، ۱۳۲۶ اق.
- نجاشی، ابو العباس، رجال نجاشی، به تصحیح آیت اللہ شبیری زنجانی، قم، مؤسسہ نشر اسلامی، ۱۳۱۶ اق.
- نوبختی، حسن بن موسی، فرق الشیعه، تصحیح سید محمد صادق آل بحر العلوم، نجف، المکتبه المرتضویه، ۱۳۵۵ اق.